Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

مسمط: روایت اور فن

Musammat : Tradition and Art

کنول ظہیر
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، منہاج یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر مختار احمد عزمی
شعبہ اُردو، منہاج یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

The word"Musammat"is derieved from Arabic language.It means 'to string jewls.Experts of Rhetoric's use this word in a broader way.They count the term'Musammat"as an important genre of Urdu poetry, particularly that of Urdu Poem.In this article, endeavour has been made to define, analyze and elaborate the "Musammat". Its literary and lexical defintions have been explained through basic research sources. By exploring and discovering the tradition of Musammat, all expert have been quoted.Many important poets like Nazeer, Anees , Iqbal, Zafar Ali Khan ,Josh, Faiz and Ahmad Nadeem Qasmi have also been referred and mentioned in a comprehensive manner.

Keywords: Musammat , Jewls , Rehtorics , Urdu Poetry , rhyming words , poetic lines, couplets, Trinaglular verses, quradangular verses

مسمّط عربی زبان کے لفظ تسمیط کا مفعول ہے۔ انشا( ) بحر الفصاحت میں لکھتے ہیں: "اس کے معنی ہیں دھاگے میں موتی پرونا" علمی اُردو لغت کے مصنف سرہندی( ) کے مطابق "مسمّط کے لغوی معنی "پروئی ہوئی چیز، موتیوں کی لڑی میں پرویا، موتیوں کی لڑی کے ہیں۔" فیروز اللغات میں فیروز الدین(۳) نے لکھاہے کہ مسمط" نظم کی ایک قسم" ہے۔ نور الغات، حصّہ چہارم میں نور الحسن (۴) کے مطابق "تسمیط۔ موتیوں کا لڑیوں میں پرونا" کہلاتا ہے۔ لفظ کی حد تک تو یہ مطلب ہے لیکن اصطلاحی مطلب لفظی مطالب سے ہٹ کر وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اب ہم اُردو زبان کے لغت نویسوں اور ماہرین فصاحت و بلاغت میں سے چند ایک کے اہم خیالات پیش کرتے ہیں۔ سروری( ) لکھتے ہیں:

> "مسمّط اُردو شاعری کی چھٹی شکل ہے۔ تسمیط کے معنی پرونے کے ہیں۔ اس میں شعر بندوں کی صورت میں لکھے جاتے ہیں۔ تین یا تین سے زیادہ مصرعوں کا ایک بند ہوتا ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس مصرعے ایک وزن اور ایک قافیے کے لکھے جاتے ہیں۔۔۔"

نور الحسن( ) رقمطراز ہیں: "وہ نظم جس میں تین مصرعے سے لے کر دس مصرعے تک ہوں۔" احمد( ) کے مطابق:

> "مسمّط ایک عربی لفظ ہے جو لفظ تسمیط کا مفعول ہے۔ تسمیط کے لغوی معنی موتی پرونا یا بہ الفاظِ دیگر منتشر اور بکھرے ہوئے اجزاء کو بہ ترتیب ایک جگہ جمع کر دینا۔ اصطلاحِ شعر کے طور پر اس کا مفہوم ایک ایسی نظم ہے

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

جو بلحاظِ ہئیت مختلف بندوں پر مشتمل ہے۔بندوں میں مصرعوں کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے لیکن پہلے ہی بند سے مصرعوں کی جو تعداد مقرر کر دی گئی ہے وہ بعد کے تمام مصرعوں میں برقرار رکھی جاتی ہے۔۔۔"

ان تمام آراءاکو دیکھا جائے تو مسمط کے بارے میں یہ باتیں سامنے آتی ہیں کہ یہ نظم ہے۔اس میں مختلف بند ہوتے ہیں۔اِن بندوں میں تین تین مصرعوں سے لے کر دس دس مصرعے تک ہو سکتے ہیں۔اس کے پہلے بند کے تمام کے تمام مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں جبکہ باقی کے بندوں میں آخری مصرعے کو چھوڑ کر باقی تمام مصرعے ایک قافیے کے ہوتے ہیں۔آخری مصرع جدا مگر پہلے بند سے متحد القوافی ہوتا ہے۔مسّمط میں قوافی کی مخصوص ترتیب پر بہت زور دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس کسی نے اس سے تھوڑا سا بھی انحراف کیا تو قدامت پسند ماہرینِ فصاحت وبلاغت نے اُس کی ایسی شاعری کو مسّمط تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔مثال کے طور پر اُردو مسدس میں شعرائے کرم نے مسّمط کے قافیائی نظام کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا تو بعض ماہرینِ بلاغت نے اس کو مسّمط کے دائرے سے خارج کر دیا ہے۔اِس قسم کے مسدس کے بارے میں انشاؔ ( ) لکھتے ہیں:

"ریختہ گویوں نے مسدس کو (قاعدہ مذکورہ سے الگ) ایک نئی چیز قرار دیا ہے، وہ یہ کرتے ہیں کہ چار مصرعے ایک قافیے میں کہہ کر اور دو مصرعے دوسرے قافیے میں کہہ کر پہلے چار مصرعوں کو ملحق کرتے ہیں اور اسے ایک بند کہتے ہیں۔اسی طرز پر اور بند کہہ کر ایزاد کرتے ہیں۔۔۔"

انشاؔ کے اقتباس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انشاؔ نے مسّمط کے لیے دو چیزوں کی شرط لگائی ہے۔ایک پہلے بند میں تمام مصرعوں کا متحد القوافی ہونا اور دوسرے بندوں کے ٹیپ کے مصرعوں کا بند اوّل سے متحد القوافی ہونا۔ان تمام مباحث کی روشنی میں ہم مسمط کی جامع تعریف یوں کر سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی شاعری ہوتی ہے جس میں مختلف بند ہوتے ہیں اوراِن بندوں میں تین تین مصرعوں سے لے کر دس دس مصرعے تک ہو سکتے ہیں۔اِس میں ایک قافیائی نظام بھی ہوتا ہے۔بندوں میں مصرعوں کی تعداد کی بنیاد پر مسّمط کو آٹھ ذیلی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے اگر ہر بند میں تین تین مصرعے ہوں تو ایسی مسّمط مثلث کہلائے گی، چار چار ہوں تو مربع، پانچ پانچ ہوں تو مخمس، چھ چھ ہوں تو مسدس، سات سات ہوں تو مسّبع، آٹھ آٹھ ہوں تو مثّمن، نو نو ہوں تو متسع اور دَس دَس ہوں معشر کہلائے گی۔اِس طرح مثلث، مربع، مخمس، مسدس، مسبع، مثمن، متسع اور معشر سب اِس کی قسمیں ہیں۔اب ایک ایک کر کے ان کی وضاحت کی جائے گی۔

مسّمط کی سب سے پہلی قسم مثلث ہے۔جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ ایک ایسی نظم ہے جس کا ہر بند تین مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔قافیائی نظام کے اعتبار سے اُردو شاعری میں مثلث کی متعدد صورتیں مروج ہیں۔سب سے پہلی صورت تو وہی ہے جسے نقادوں نے صحیح معنوں میں مسّمط تسلیم کیا ہے یعنی پہلے بند کے تینوں مصرعے ہم قافیہ ہوں دیگر بندوں میں پہلے دو مصرعے ایک قافیے میں ہوں جبکہ تیسرے مصرعے کا قافیہ جدا مگر پہلے بند سے متحد القوافی ہو۔بطور مثال، شیرانی( ) کی مثلث "پشیمان آرزو" کے دو بند ملاحظہ ہوں:

علاج دردِ دل بے قرار کر لیتے تلافیٔ غم لیل و نہار کر لیتے
ستم شعار کو جی بھر کے پیار کر لیتے

فسانۂ غم فرقت اُنہیں سناتے ہم جو ہم پہ گزری ہے حالت اُنھیں دِکھاتے ہم

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اور اپنے ساتھ اُنھیں اشکبار کر لیتے

دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا بند مطلع ہو یعنی تینوں مصرعے ہم قافیہ ہوں اور بعد کے بندوں میں دوسرے تیسرے مصرعے مطلع کے مطابق ہوں جیسے فیض( ) کی نظم "سرِ مقتل" ہے۔اِس کے دو بند مثال کے طور پر درج کیے جاتے ہیں:

کہاں ہے منزل راہ تمنا ہم بھی دیکھیں گے　　یہ شب ہم پر بھی گزرے گی یہ فردا ہم بھی دیکھیں گے

ٹھہرائے دل، جمال روئے زیبا ہم بھی دیکھیں گے

ذرا صیقل تو ہولے تشنگی بادہ گساروں کی　　دبا رکھیں گے کب تک جوش صہبا ہم بھی دیکھیں گے

اُٹھا رکھیں گے کب تک جام ومینا ہم بھی دیکھیں گے

مثلث کی تیسری صورت میں ہر بند کے تینوں مصرعے جدا ہوتے ہیں تاہم تمام بندوں کے تیسرے مصرعے متحد القوافی ہونے چاہیئں۔ذیل میں احمد ندیم قاسمیؔ( ) کی نظم "راستے" کے بند ملاحظہ ہوں:

سوچتا ہوں جرم بن کر رہ گیا　　میں تو بس پل بھر کو ٹھٹکا تھا، مگر

میتّوں سے اٹ گئے ہیں راستے

پھر وہی صحرائے ناپید اکنار　　پھر وہی سنسان ٹیلوں کا طواف

دائروں میں بٹ گئے ہیں راستے

ان کے علاوہ بھی مثلث کی شاید کچھ نئی صورتیں نظر آجائیں لیکن اُردو شاعری میں پہلی صورت کو چھوڑ کر باقی شکلیں بہت کم کم ہیں۔

مسمط کی دوسری قسم مربع ہے۔مربع اس نظم کو کہتے ہیں جس میں چار مصرعوں کا ایک بند ہو۔قوافی کے لحاظ سے اس کی کئی صورتیں ہیں۔اس کی پہلی صورت وہی ہے جو دوسری مسمطی اقسام میں ہیں یعنی اس کا پہلا بند چار ہم قافیہ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ بعد کے تمام بندوں کے پہلے تین مصرعے کسی اور قافیے میں ہوں مگر چوتھا یعنی ٹیپ کا مصرعہ پہلے بند کے قوافی کے مطابق ہو۔بطور مثال میر ٹھی( ) کی نظم "اچھا زمانہ آنے والا ہے " دیکھیے:

تنے گا مسرت کا اب شامیانہ　　بجے گا اب محبت کا نقارخانہ

حمایت کا گائیں گے اب ہم ترانہ　　کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

ہر اک توپ سچ کی مددگار ہوگی　　خیالات کی تیز تلوار ہو گی

اسی پر فقط جیت اور ہار ہو گی　　کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

مربع کی دوسری شکل میں پہلے بند کے چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوں مگر باقی بندوں کی صورت یہ ہو کہ پہلے دو مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوں اور یتسرے وچوتھے مصرعوں کے قافیے پہلے بند کے قافیوں کے مطابق ہوں۔ مثلاً شیرانی( ) کی نظم "مرنے کے بعد کے دو بند مثال کے طور پر دیکھیے۔

چمن زار، شاداب و خنداں رہیں گے　　　درختوں پہ طائر غزل خواں رہیں گے
فضاؤں میں بادل پُرافشاں رہیں گے　　　مگر ہم تہِ خاک پنہاں رہیں گے

یہ راتیں یونہی جھلملایا کریں گی　　　ستاروں کی شمعیں جلایا کریں گی
سرِ چرخ روشن چراغاں رہیں گے　　　مگر ہم تہِ خاک پنہاں رہیں گے

اس کے علاوہ بھی مربع کے قافیائی نظام میں اور بھی صورتیں ہیں لیکن وہ مربع کے بجائے استنزائی صورتیں ہیں۔اس لیے ان کا ذکر یہاں مناسب نہیں ہوگا۔مسمط کی تیسری شکل مخمس ہے۔ مخمس ایک ایسی نظم ہے جس کا ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔اس کی سب سے اہم صورت یہ ہوتی ہے کہ پہلے بند کے پانچوں مصرعے ایک قافیے کے ہوتے ہیں جبکہ دیگر بندوں میں پہلے چار مصرعے ایک قافیے کے ہوتے ہیں پانچواں مصرع بلحاظ قافیہ جدا مگر مطلع کے بند سے متحدالقوافی ہوتا ہے۔"پیٹ کی فلاسفی"(۳) کے دو بند دیکھیے :

کرتا ہے کوئی جور و جفا پیٹ کے لیے　　　سہتا ہے کوئی رنج و بلا پیٹ کے لیے
سیکھا ہے کوئی مکر و دغا پیٹ کے لیے　　　پھرتا ہے کوئی بے سر و پا پیٹ کے لیے
جو ہے سو ہو رہا ہے فدا پیٹ کے لیے

زردار، مال دار، گدا، شاہ کیا وزیر　　　سردار کیا غریب تونگر ہو یا فقیر
ہر دم سبھوں کو دیکھا اسی حال میں اسیر　　　اپنی یہی دُعا ہے شب و روز اے نظیرؔ
دے شرم و آبرو سے خدا پیٹ کے لیے

مخمس کی دوسری قسم میں ہر بند کے پہلے دو مصرعے ہم قافیے ہوتے ہیں اور آخری دو مصرعوں کا قافیہ جدا ہوتا ہے تاہم تمام بندوں کے آخری دو مصرعے آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں مثلاً مشہدی( ) کی نظم "اضطراب" کے دو بند ملاحظہ ہوں:

زلفِ پیچاں ہے کہ زنجیر ہے زندانوں کی
حُسن یا مستیِ بے کیف ہے میخانوں کی
اور ہنسی لو ہے ریاساز صنم خانوں کی
کیا تم اس بھیس پہ اپنے کبھی شرمائی ہو
بن کہے کیوں میری خلوت میں چلی آئی ہو

آؤ گر آہی گئی ہو تو کوئی کام کریں
مردہ اجسام میں اب خون نہیں آگ بھریں

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

اپنے ناموس کو افلاک سے ہم دوش کریں

آج بے باک بنو مدتوں شرمائی ہو

بن کہے کیوں میری خلوت میں چلی آئی ہو

اس کے علاوہ بھی انگریزی اسٹینزا کے زیرِ اثر ان دو صورتوں کے علاوہ بھی قافیائی صورتیں نظر آتی ہیں لیکن اُردو شاعری میں مخمس کی پہلی صورت زیادہ ترمروج اور مقبول رہی ہے۔ مسمط کی سب اہم صورت مسدس ہے۔ یہ وہ نظم ہے جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔اس کی ایک صورت وہی ہے جو روائتی مسّمط کے معیار پو پورا اُترتی ہے یعنی پہلے بند کے چھ کے چھ مصرعے ایک قافیے کے ہیں جبکہ باقی بندوں میں پہلے پانچ مصرعے ہم قافیہ ہیں لیکن چھٹا مصرعہ بلحاظِ قافیہ جدا لیکن پہلے بند سے متحد القوافی ہے۔ مسدس کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے بند کے چھ کے چھ مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں جب کہ باقی بندوں میں پہلے چار مصرعے ایک قافیے کے ہوتے ہیں اور آخری دو مصرعے الگ قافیے کے لیکن متحد القوافی ہوتے ہیں۔اُردو کی کلاسیکل شاعری میں اس کی کئی مثالیں مل جاتی ہیں۔ کئی کلاسیکل شعرا نے مسدس کی ہئیت میں طویل نظمیں بھی تحریر کی ہیں۔ مثال کے طور پر نظیر (   )م کی نظم "عید" ملاحظہ ہو:

کو طاعت وہے عابدوں تجرید کی خوشی

اور زاہدوں کو زہد کی تمہید کی خوشی

رند عاشقوں کو ہے کئی اُمید کی خوشی

کچھ دلبروں کے وصل کی کچھ دید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہے اُلٹ پلٹ

ملتے ہیں دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ

پھرتے ہیں دلبروں کے بھی گلیوں میں غٹ کے غٹ

عاشق مزے اُڑاتے ہیں ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شبِ برات نہ بقر عید کی خوشی

جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

ایسی نہ شبِ برات نہ بقر عید کی خوشی

جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

مسدس کی تیسری صورت وہ ہے جو اُردو شاعری میں عام ہے۔اِس میں ہر بند کے پہلے چار مصرعے ایک قافیے کے ہوتے ہیں اور آخری دو مصرعے دوسرے قافیے کے ہوتے ہیں۔اس صورت کے حوالے سے جوش ملیح آبادی"(٦) کی نظم "فتنہء خانقاہ" کے بند ملاحظہ ہوں:

اِک دن جو بہرِ فاتحہ اِک بنتِ مہرو ماہ
پہنچی نظر جھکائے ہوئے سوئے خانقاہ
زُہّاد نے اُٹھائی جھجکتے ہوئے نگاہ

زاہد، حدودِ عشقِ خدا سے نکل گئے
انسان کا جمال جو دیکھا پھسل گئے
ٹھنڈے تھے لاکھ، حسن کی گرمی سے جل گئے
کرنیں پڑیں تو برف کے تودے پگھل گئے
القصّہ دین، کُفر کا دیوانہ ہو گیا
کعبہ ذرا سی دیر میں بت خانہ ہو گیا
ہونٹوں میں دب کے ٹوٹ گئی ضربِ لاالہ
برپا ضمیرِ زُہد میں کہرام ہو گیا
ایماں، دِلوں میں لرزہ براندام ہو گیا

اُردو شاعری میں مرزا دبیرؔ اور میر انیسؔ کے لازوال مرثیے، حاؔلی کی نظم "مدو جزر اسلام" اور علامہ اقبال کی مشہور نظمیں "شکوہ" اور "جوابِ شکوہ" اِسی صورت میں ہیں۔اِن کے علاوہ انگریزی اثرات کے تحت اور بھی صورتیں ہیں۔ایک تو ان کو مسمط کہنا ہی مشکل ہے دوسرے اُن کی تعداد اُردو شاعری میں نہ ہونے کے برابر ہے۔اِس لیے اُن کو نظر انداز کر دینا ہی مناسب ہے۔مسمط کی پانچویں قسم مسّبع ہے۔مولوی نجم الغنی(٧) نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"یہ سات مصرعوں کا بند ہوتا ہے۔پہلے بند کے ساتوں مصرعے متحد القوافی اور دوسرے، تیسرے چوتھے بند کے جہاں تک اتفاق ہو چھ مصرعے اور قافیہ پر اور ساتواں مصرع ہر بند کا مثلِ قافیہ بند اوّل کے مطابق ہوتا ہے۔"

مسّبع کی ایک صورت تو وہی ہے جو مولوی نجم الغنی نے بیان کی ہے۔اس کے علاوہ بھی ہمیں کچھ صورتیں نظر آتی ہیں۔بطور مثال زاہدہ خاتون شروانیہ (٨) کی نظم "آنکھیں مری تجھ کو ڈھونڈ ھتی ہیں" کا ایک بند پیش کیا جاتا ہے:

اے غنچہ ٔ باغِ جوانی — اے ثمرۂ نخلِ زندگانی
اے معدنِ فوز و کامرانی — اے مخزنِ فرح و شادمانی

Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

اے مثلِ بابِ بحرِ فانی　　　اے شوہرِ مردہ کی نشانی

آنکھیں مری تجھ کو ڈھونڈھتی ہیں

اُردو شاعری میں مسبعات زیادہ نہیں لکھے گئے۔ چند ایک شعرا کے ہاں ان کی مثالیں ملتی ہیں جن میں مولانا ظفر علی خان، پنڈت کیفی اور محترمہ زخ ش کے نام سرِفہرست ہیں۔ مثمن مسمط کی چھٹی شکل ہے۔ اس کے ہر بند میں آٹھ بند ہوتے ہیں۔ اس کی ایک صورت تو وہی ہے جو روائتی مسّمط میں ہوتی ہے یعنی بند اوّل کے آٹھوں مصرے متحد القوافی ہوتے ہیں جبکہ دیگر بندوں میں پہلے سات مصرے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ آٹھواں مصرعہ ٹیپ کا مصرعہ بلحاظِ قافیہ جدا مگر مطلع کے بند قوافی سے مطابقت رکھتا ہے۔ فارسی شاعری کی نسبت اُردو شاعری میں مثمن کی مثالیں کم ہیں۔ شاہ(۹) کے مثمن سے ایک بند ملاحظہ ہو:

یک رین آکاش پر اوڑگن تے مل دیکھیا چندر

پاچ کے تھالے میں جیوں بھر کر رکھے سارے گہر

یا ہرے والے اوپر تارے تنگ کے سر بسر

یا صفا جالی پر و موتیاں کی پینے ہے سُندر

یوں دکھائی رات جو خوبی سوں اپنے تیئں سنور

دیکھنے یو صنعتاں خوش حال ہوی میری نظر

تب زباں دل سوں کہے نیں کچ یہاں حدِ بشر

اس وضع کاری گری کر توں رکھیا اے کار ساز

مثمن کی دوسری صورت یہ ہے کہ ہر بند کے پہلے چھ مصرے ایک قافیے کے ہیں اور آخری دو مصرعے دوسرے قافیے کے۔ مثمن کی یہ صورت اُردو کلاسیکی شاعری میں عام ملتی ہے۔ ذیل میں اسماعیل میرٹھی ( ) کی "آثار سلف" جو مثمن کی ہئیت میں ہے، مثال کے طور پر درج کی جاتی ہے:

اس عہد کا باقی کوئی ساماں ہے نہ اسباب	فوارے شکستہ ہیں تو سب حوض ہیں بے آب
وہ جام بلوریں ہیں نہ وہ گوہرِ نایاب	وہ چلمنِ زرتار نہ وہ بسترِ کم خواب
ہنگامہ جو گزرا ہے سو افسانہ تھا یا خواب	یہ معرضِ خدام تھا وہ موقفِ حجاب
وہ بزم نہ وہ دور نہ وہ جام نہ ساقی ہاں طاق ورواق اور در و بام ہیں باقی	

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

وحشی بافقی نے اپنی واسوخت مثمن کی ہئیت میں بھی لکھی ہے۔متسع مسمط کی ساتویں شکل ہے۔اس کے ہر بند میں نو مصرعے ہوتے ہیں۔اُردو میں چند ایک شاعروں کے ہاں انتہائی قلیل تعداد میں ایسی نظمیں مل جاتی ہیں۔مثال کے طور سیماب اکبرآبادی کی نظم کا ایک بند دیکھیے:

کیف وسکوں بزمِ ازل سے جدا ہوا	دُنیا میں آکے موردِ رنج وبلا ہوا
احساسِ حسن وعشق سے درد آشنا ہوا	افسردۂ سراب وفا اور جفا ہوا
ہنگامۂ حیات سے محوِ بکا ہوا	آزردۂ کشاکش بیم ورجا ہوا
ان آفتوں کے بعد خرابِ فنا ہوا	غم،قیدِ زندگی میں بھی صبر آزما ہوا
پتلا عذاب کا ہوا انسان کیا ہوا	

معشّر مسّمط کی آٹھویں قسم ہے۔اس کے ہر بند میں دس مصرعے ہوتے ہیں۔اُردو میں چند شعرائے کرام نے اِس میں طبع آزمائی کی ہے۔اِن تمام کے ہاں معشر کی یہ صورت ملتی ہے کہ ہر بند کے پہلے آٹھ مصرعے ایک قافیے کے ہیں اور آخری دو دوسرے قافیے کے ہوتے ہیں۔بطور مثال اکبرآبادی کی نظم "توحید"(۲۰) سے معشر کا ایک بند دیکھیے:

ہے کوئی دِلی دوست،کوئی جان کا دُشمن	بیٹھا ہے پہاڑوں میں،کوئی پھرتا ہے بن بن
مالا کوئی جپتا ہے،کوئی شوق میں سِمرن	چھوڑے ہے کوئی مال،سمیٹے ہے کوئی دھن
نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے ابرن	لوٹے ہے کوئی خاک میں رو رو کے ملا تن
جوگی کوئی،بھوگی کوئی،اگی کوئی سوگن	جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہیں یہ سب فن
ہر آن میں،ہر بات میں،ہر ڈھنگ میں پہچان عاشق ہے تو دِلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان	

مسمط کی جتنی شکلیں ہیں اُن میں سے کئی ایسی ہیں جن میں ٹیپ کا مصرع یا مصرعے ہر بند میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔مسمط کی جس قسم میں اس طرح کی ہئیت ہو وہ ترکیب بند کہلاتی ہے۔مثال کے طور پر مخمس کے بندوں میں یہ انداز پایا جائے تو اُسے ترکیب بند مخمس کہیں گے۔اگر ٹیپ کا مصرع یا مصرعے ایک ہی ہوں جن کی تکرار بار بار ہو تو ایسی مسمطی نظم ترجیع بند کہلاتی ہے۔اس کے علاوہ اگر کسی مخمس میں ٹیپ کا مصرع یا مصرعے بار بار دُہرایا جائے تو اسے ترجیع بند مخمس کہیں گے۔اِسی طرح سے مسمط کی دیگر اقسام کو بھی ترکیب بند اور ترجیع بند میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔فنی اعتبار سے مسمط کی جملہ اقسام کا جائزہ لیا جائے تو کامیاب اور مثالی وہی ہوگی جس کے بندوں میں تعمیری وحدت اور حسنِ ترتیب پایا جائے یعنی اس کے تمام بند معنوی اعتبار سے اس طرح زنجیر کی کڑیوں کی مانند ہوں کہ نہ تو کوئی بند فالتو ہو اور نہ ہی اس بات کی کمی محسوس ہو کہ مضمون ربط کی کمی کا شکار ہو گیا ہے۔اس کے علاوہ ہر بند کے مصرعے معنوی اعتبار سے باہم مربوط ہونے چاہییں۔

حوالہ جات

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

۱۔انشا،انشاءاللہ خاں (۱۹۸۸ء)،دریائے لطافت مرتبہ مولوی عبدالحق، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ص:۲۳۹

۲۔ سرہندی، وارث (۱۹۹۳ء) علمی اُردو لغت، علمی کتب خانہ، اُردو بازار، ص:۱۳۸۸

۳۔فیروزالدین، مولوی (س ن) فیروز اللغات، لاہور، فیروز سنز، ۴۲۱

۴۔نورالحسن، مولوی (۱۹۸۸ء) نورالغات حصّہ چہارم، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اُردو ص ۵۷۵

۵۔سَروری، عبدالقادر (۱۹۳۲ء) جدید اُردو شاعری، مطبع انجمن امداد باہمی، حیدر آباد دکن، مکتبہ ابراہیمیہ، ص:۴۹

۶۔احمد، شمیم (۱۹۸۱ء) اصنافِ سخن اور شعری ہَیّتیں، بھوپال، انڈیا بک امپوریم، ص:۱۲۱

۷۔انشا، انشاءاللہ خاں (۱۹۸۸ء)، دریائے لطافت مرتبہ مولوی عبدالحق، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو، ص ۲۳۹

۸۔ شیرانی، اخترؔ (۱۹۴۶ء)، صبحِ بہار (بارِ دوم)، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کتاب منزل، ص:۱۵۰

۹۔فیض، فیض احمد (۲۰۰۷ء) دستِ صبا، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس:۱۰

۱۰۔ قاسمی، احمد ندیم (۲۰۰۴ء) کلیاتِ احمد ندیم قاسمی، دہلی، فرید بک ڈپو، ۲۳۱

۱۱۔میرٹھی، اسمٰعیل (۲۰۱۶ء) کلیاتِ اسمٰعیل، لاہور، سیونتھ اسکائی پبلی کیشنز، ص:۴۵

۱۲۔شیرانی، اخترؔ (۲۰۱۶ء) لالۂ طُور، لاہور، کتاب منزل، ص:۱۱۷۔۱۱۸

13۔اکبر آبادی، نظیر (۱۹۵۱ء)، کلیات نظیر، لاہور، مکتبہ شعر وادب، ص:۱۷۱۔۱۷۴

۱۴۔مشہدی، الطاف (۱۹۴۶ء)، ڈگر، لاہور، لاجپت رائے اینڈ سنز، ص:۹۔۱۰

۱۵۔اکبر آبادی، نظیر ۲۰۱۹ء) ماخوذ انتخابِ زریں، اُردو شاعری (جامع) مرتبہ خوجہ محمد زکریا، لاہور، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ص:۱۰۰۔۱۰۱

۱۶۔ایضاً۔ص:۲۱۲۔۲۱۳

۱۷۔نجم الغنی (۱۹۵۷ء) بحر الفصاحت، لکھنؤ، راجہ رام کمار بک ڈپو، ص:۹۹

۱۸۔شروانیہ، زاہدہ خاتون (۱۹۹۵ء) فردوسِ تخیل، علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ص:۳۱

۱۹۔شاہ۔علی عادل (۱۹۶۲) کلیاتِ شاہی، مرتبہ: زینت ساجد، حیدر آباد، اُردو اکیڈمی، ص:۷۴

۲۰۔اکبر آبادی، سیماب (۲۰۱۶ء) کلیاتِ سیماب اکبر آبادی، لاہور، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، ص:۲۶۴